

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

قیمت سالانہ ہے

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۹ فروری ۱۹۱۷ء | نمبر ۶

گلدستۂ اخبار

بلجیم میں جو امریکن امداد جاری ہے۔ اس کو ہالنڈ، سوئٹزرلینڈ اور سکینڈینیویا نے اپنے ذمہ لینے کا اتفاق کر لیا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وسطی سلطنتوں کو جو نوٹ امریکہ نے لکھا تھا اُس کی نسبت ہسپانوی نوٹ زیادہ پُرزور ہے۔

رائیٹر کہتا ہے کہ کاؤنٹ بیرن سٹارف معہ پارٹی کے ۱۴ تاریخ کو نیویارک سے روانہ ہو جائے گا۔

ٹرکی وزیر اعظم نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ جو منظور بھی ہو گیا ہے۔

اُس کی بجائے طلعت بے وزیر اعظم مقرر ہوگا جنگی معاملات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

مسٹر چیمبرلین نے ایک جلسہ میں کہا کہ ۱۹۱۷ء میں فتح اُسی وقت ہوگی جب لائق آدمی فوج میں بھرتی کئے جائینگے۔

فرانس نے ابھی تک چھ آدمیوں میں سے صرف ایک آدمی میدان جنگ میں بھیجا ہے۔

لیبر منسٹر مسٹر ہاج نے کہا ہے کہ چیمبرلین کی سکیم کو کامیاب کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش بہت جلد کی جائے گی۔

یو۔ پی وار فنڈ میں ۲۶ جنوری تک ۳۲۳۳۸۷۵ روپیہ وصول ہو چکا ہے۔

ٹائمز آف انڈیا اخبار کے ذریعہ ۱۸۵۹۰۰ روپیہ بلجیم کے بچوں کے فنڈ میں پہنچا ہے

ٹرکی کا مستعفی وزیر اعظم شہزادہ سعید حلیم پاشا تھا

مسز حمیس میسٹن بدھ کے روز لکھنؤ سے بمبئی کو روانہ ہو گئے۔

برٹش گائینا کی لیجس لیٹو اسمبلی میں پانچ ہندوستانی غیر سرکاری ممبر امیدوار پیش ہوئے تھے۔ مگر ایک منتخب ہو گیا

آنریبل مسٹر ایس پی سنہا کی بجائے جو جنگی کونسل میں جا رہے ہیں۔ مسٹر بی سی متر بیرسٹرایٹ لا صوبہ بنگال کے ایڈوکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔

نئے قانون کے مطابق امرتسر ڈسٹرکٹ بورڈ میں ۳۶ ممبران سے زیادہ نہ ہونگے۔

ان میں سے ⅔ منتخب کئے جائیں گے اور ⅓ لوکل گورنمنٹ سے نامزد کئے جائینگے۔

لاہور میں جو گھریلو پرندوں کی نمائش ہونیوالی تھی وہ ۵ کی بجائے ۷ تاریخ کو ہوگی

امید کی جاتی ہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی کے لئے روانگی مال پھر شروع کر دیگی۔

ہفتہ مختتمہ ۲۰ جنوری میں دہلی کے اندر ۱۹۶ پیدائش اور ۱۰۷ اموات درج رجسٹر ہوئیں۔

گوڑگاؤں اور حصار کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلعوں کے دیہات کے حفظ صحت کے لئے قوانین بنائیں۔

گذشتہ اتوار کو شملہ میں بڑی برفباری اور بارش ہوئی

تار برقیات

جہازوں اور جہازوں کے عملوں کی گرفتاریاں

لندن ۸ فروری ـ نیویارک ـ آسٹری اور جرمن جہازوں کے عملوں کی تبدیلیاں نقل مکانی کے ایک سٹیشن کو شروع ہو گئی ہیں ۔

لندن ۷ فروری ـ واشنگٹن ـ گرفتاریوں کے بارے میں ایک بیان کے اندر مسٹر ولسن نے کہا کہ ہم کوئی بھی ایسا کام نہ کرینگے ـ جس کے کرنے کا صاف اور واضح حق ہم کو حاصل نہ ہوگا ـ جب ہم کام کرتے ہیں تو اصول پر کرتے ہیں نہ کہ بلحاظ اپنے فائدہ کے عجلت سے

مسٹر ولسن نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں امریکن الکان جہاز ان کو دیگر سلطنت کو اپنے جہاز تبدیل کرنے کی ممانعت کر دی ہے ۔

ریاست ہائے متحدہ کیا کر سکتی ہیں

لندن ۸ فروری واشنگٹن ـ مسٹر ولسن نے جنگی اور بحری جہازات کے سکرٹریوں سے مشورہ کیا ہے کہ تجاویز تمام ایسے موزوں قرین بنائے جائیں جن سے جہازوں کے احاطوں اور سامان جنگ بنانے کے آلات ورکشوں وغیرہ پر قبضہ کرنیکی گورنمنٹ کو پوری طاقت حاصل ہو ۔

نیویارک کا محصل محصولات مسٹر ملونی رپورٹ دیتا ہے کہ میں نے اپنے دروازہ کی سیڑھیوں پر ایک بم پایا ۔

لندن ۸ فروری نیویارک ـ قومی حمایت (نیشنل ڈیفنس) کی کمیٹی تخمینہ کرتی ہے کہ فوجی خدمات کے لئے ۱۰۵۰۰۰۰ امریکن باشندے دستیاب ہو سکتے ہیں

لندن ۸ فروری نیویارک ـ اخبار ایوننگ سن موجودہ حالات کے ایک ضروری پہلو کا یوں ذکر کرتا ہے کہ ہمیں اسباب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اتحادی سلطنتیں فوجی نقطۂ خیال سے ہم سے بہت آگے بڑھی ہوئی ہیں مگر جس چیز کی انہیں ضرورت ہے وہ صرف بندوقیں اور توپیں یعنی سامان جنگ ہے ـ اگر ہم لڑائی کی ٹھان لیں ہمیں اُن کو اسباب کے لئے مجبور نہ کرنا چاہئے کہ وہ وہ وقت منتظر رہیں جبکہ ہم بڑی فوج تیار کر چکے ہیں ـ یہ تو جرمنی کی نجات ہوگا ـ یہ اخبار ریاست ہائے متحدہ کو مجبور کرتا ہے کہ جونہی اعلان جنگ دیا جائے وہ دول متحدہ کی ہمراہی میں امداد کریں خصوصاً مالی طور پر

جرمن کمزوری کے اشارات

لندن ۸ فروری ـ علامات بڑھتی جاتی ہیں کہ جرمن تنزلی پکڑتا چلا جا رہا ہے ـ رپورٹ دیجاتی ہے کہ مخصوص رعایات کی توقع سے غیر جانبداروں سے خط وکتابت ہو رہی ہے ـ یہ وہ حالات ہیں جو تسکے پہنچے گئے ہیں اور یہ جرمن پریس کی سخت طرز و طریق سے بالکل مطابقت رکھتا ہے ـ جرمن پریس جلد بازی کے رخنہ کو مشتہر کرتا ہوا جاتا ہے کہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ـ اس رخنہ کی توقعات سے انتظار ہی تھی ـ بعض اخبارات جمہوری تسلی دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقین رکھنا چاہئے کہ بحری سرنگوں کو آزادی ملحوظ ہوگی اور وہ ٹھنڈے دل سے بیان کرتے ہیں کہ جرمن نے امریکہ کے ساتھ اپنے تمام وعدے پورے کر دیئے ہیں ۔

دشمن کے اخباری بیانات

ایک جرمنی اخبار امریکہ کے عمل پر رائے زنی کرتا ہوا مسٹر ولسن کو تنبیہ کرتا ہے ـ کہ وہ اپنے سر پر خوفناک ذمہ داری ڈال رہا ہے ـ مگر ساتھ ہی اس کے کہتا ہے کہ جرمن کسی قسم کی دھمکی سے نہیں ڈریگا

ایک اور اخبار مسٹر ولسن سے صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ اس کا عمل جرمنی کو وہ کام کرنے سے روک نہ دیگا جو وہ پسند کرتا ہے ـ اس لئے کہ ہنڈنبرگ نے قوم کو یقین دلایا ہے کہ فوجی حالت لوگوں کو یہ کہنے کے قابل کر دیتی ہے کہ بے رحمی سے جہازوں کو بحری سرنگ سے ہلاک کر دینے کے نتائج کا تخمینہ لگاؤ ۔

دو اور جرمنی اخبارات بہ آزادانہ رائے خیال کئے جاتے ہیں ـ وہ یورپی غیر جانبدار سلطنتوں کو دھمکاتے ہیں ـ کہ اگر وہ مسٹر ولسن کے نمونہ پر چلیں گے تو وہ اس کا خمیازہ اٹھائیں گے ـ ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی نہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو جرمنی غیر جانبداروں سے تغافل کریگا ـ

جرمنی کی دو آوازیں ـ

جرمنی کے نامطابق بیجوں کی بابت جن میں سے ایک تو نیم مصالحت کن اور دوسرا جنگ جو ہے جرمنی اسباب کی شکل کر معلوم ہوتی ہے کہ وہ یورپی غیر جانبداروں کے ساتھ کشمکش سے پہلو تہی کرے اور غیر جانبدار ابھی اپنے ایسے نزدیکی دھمکی دینے والے پڑوس سے جنگ کرنا نہیں چاہتے ـ جرمنی نے ابھی ہالنڈ کو خفیف سی رعائتیں دی ہیں ـ اور دیگر رعائتوں کی طرف اشارات کرتا ہے ـ بالخصوص انگلستان سے اصلی کوئلہ اور لوہا لانے کی بابت ـ مگر امریکہ کے ہم آہنگ ہونے کی بہت کم صورت دکھائی دیتی ہے اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور جنوبی امریکہ کے غیر جانبداروں کے ساتھ مجادلہ کرنے کو پورا پورا تیار نظر آتا ہے ۔

امسٹرڈم کی خبر ہے کہ امریکن فی الحال برلن سے روانہ نہیں ہو رہے ہیں ۔





ایڈیٹوریل نوٹس

مشرقی مسیح
(۲)

ہاں جو طریقہ مغرب والوں کا ہے وہ انہیں کے لئے موزوں اور مفید ہے۔ اور جو مشرقیوں کا ہے وہ مشرقیوں ہی کے لئے موزوں اور مفید ہے۔ ہندوستان ایک مشرقی ملک ہے۔ کپلنگ صاحب کا قول حق ہے کہ مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب۔ مشرق مغرب نہیں ہو سکتا اور نہ مغرب مشرق۔ تا وقتیکہ مشرق و مغرب ایک ہی خیال و معبود کے ماتحت نہ ہو جائے۔ مشرق کو مغربی علم و تہذیب کے ڈنڈے سے ہانکنا اور مغرب میں مشرقی اصول کا سکہ بٹھا دونوں انہیں خلاف عقل معلوم دیتی ہیں جس طرح حبشی اپنے سیاہ رنگ کو سفید نہیں کر سکتا۔ اور چیتا اپنی کھال کے دھبے نہیں مٹا سکتا۔ اسی طرح نہ کوئی مشرقی مغربی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مغربی مشرقی۔" (ہندی مسیح کے لئے صفحہ ۱۲۵)

اُس وقت ہماری مسیحی جماعتوں کا جھکاؤ سراسر مغربی علم و تہذیب کی طرف ہے۔ اور وہ دونوں مشرقی اشیاء سے نفرت کرنا سیکھ رہے ہیں۔ اور اگر یہ کوشش روکی نہ جائے تو ہم ایک دن یہ دیکھیں گے کہ ہندوستانی مسیحی جماعتوں میں کوئی ایسی بات باقی نہ رہیگی جس میں ہم انہیں مشرقی کہیں۔ لیکن میں پیشتر کہہ چکا ہوں اُن کا اس طرح مشرقی باتوں سے نفرت کرنا انہیں مغربی نہیں بنا دیگا۔ وہ اس وقت بھی جب اپنے خیال کے مطابق ہر طرح مغربی ہو گئے۔ مغربی نہیں سمجھے گئے۔

نہ مغربی نہ مشرقی۔ افسوس ایسی حالت پر۔ (ایضاً ۱۲۶ صفحہ) پس مغربی علم و تہذیب مغرب کے لئے ہے اور مشرقی کا مشرق کے لئے۔ حق تو یہ ہے کہ جو کچھ مشرق میں نادرست ہے درست کیا جائے۔ برا بھلا کیا جائے۔ سر نئے کی اصلاح کیجائے نہ یہ کہ جو کچھ مشرقی ہو اسے میدان سے باہر کر کے اُس کی جگہ ولایتی کو دیدیں۔ اُس وقت تو یہی مثل صادق آئیگی دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ نہ ہم نے اپنا ہی سدھار اور نہ دوسرے کا ہی لیا۔ (ایضاً ایضاً) پھر سوچئے اگر آج مغربی کلیسیائیں اپنی سخاوت بند کر دیں (جیسا افریقہ کے ایک حبشی مسیحی نے خواب دیکھا بھی ہے) اور آج ہم کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا حکم دیا جائے۔ آج ہماری جماعتوں کا انتظام ہمارے ہاتھوں میں چھوڑا جائے تو بتایئے کہ کیا آپ یہ سب کچھ کر سکیں گے؟ کیا پھر آپ کے عبادت خانوں میں آرگن بجیگا۔ جھاڑ و لیمپ روشن ہونگے۔ بنچوں پر گدے اور تکیے بچھیں گے ایسی کثیر جماعت مسیحی بچوں اور جوانوں و بزرگوں کی عبادت کرنے کو اکٹھی ہوگی۔ آپ کی جماعت ایسے ہی ٹھٹھ دار مشنروں کو بشارت دینے بھیجے گی؟ آج یہ سب دھندے ولایتی کلیسیاؤں کی بدولت ہے۔ شاید آپ کہیں کہ نہیں۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ یہاں ولایتی مسیحیوں کی دینداری و روحانیت پر تو بحث نہیں لیکن اس پر ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو کیا...... اس بڑی جنگ کا اثر اور کسی پر پڑے یا نہ پڑے۔ ان کلیسیاؤں پر تو ضرور ہی پڑیگا اور پڑ بھی گیا ہے جن کا انحصار بہر حال ولایتی کلیسیاؤں پر ہو۔ اگر آج وہ کلیسیائیں ہندوستانی ہوتیں تو کیا ہم کو یہ فکر ہوتی؟ کیا ایسے وقت میں ہم بجائے خدا کے ولایتی کلیسیاؤں کا منہ تاکتے۔ اور جب تک کہ یہ ولایتی کلیسیائیں ہمارا ہاتھ تھامے ہوئے ہیں۔ تب تک۔ ان تب تک ہی ہم ایمان میں کمزور اور مردہ رہیں گے۔ ہم میں حقیقی زندگی اسی دن آئے گی جس دن ہم آپ اپنی کلیسیا کے بانے نہ اٹھانے اور خدا کی مدد سے سنبھالنے والے ہونگے" (ایضاً ۱۲۶ و ۱۲۷)

ان تمام مذکورہ بالا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ نہ صرف ہماری تہذیب اور تعلیم ہی بلکہ ہمارا مسیح بھی مشرقی اور ہندوستانی رنگ میں رنگا ہوا ہونا مناسب اور لابدی ہے۔ کیونکہ ہندوستان ہی کی ایک خوبی ہے کہ مذہب کا اثر دنیا کے ہر قومی اور مجلسی حلقوں پر بڑا بھاری ہے۔ جس قدر سلطنتیں ہندوستان میں ہو چکی ہیں۔ مثلاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی سلطنتیں۔ انہوں نے مذہب کو سلطنت سے علیحدہ کبھی نہیں کیا۔ مذہب سلطنت کی جان ہے۔ جن بادشاہوں نے ہندوؤں سے الگ تھلگ رہنا اور ہندوستان کے مذاہب سے جنگ اور اُن کی مخالفت کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اور اپنے آپ کو ہندوؤں کے ساتھ آمیز کر دینے سے۔ یا اُن کو اپنے آپ میں جذب کر لینے سے پرہیز کیا۔ اُن کی سلطنت بہت دنوں تک قائم نہیں رہی۔ اکبر بادشاہ نے اس پالیسی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اُس کو کبھی اختیار نہ کیا۔ برعکس اس کے اس نے مذہبی اور قومی یگانگت کی پالیسی اختیار کی۔ ہندو مذہبی رنگ میں محمدیت کو پیش کرنا چاہا۔ اس حکمت عملی اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی شادی بیاہ کی حکمت عملی سے اگرچہ ایک گونہ اُس نے کامیابی حاصل کی۔ اور بامن اور وسیع ملک پر حکمرانی بھی ایک مدت تک کر گیا۔ اور ایک حد تک محمدیت کو ہندوی مذہبی رنگ دیکر اس کو ہندوستان میں پھیلا بھی دیا اور بہت سے ہندو راجاؤں اور مہاراجاؤں کو اپنے زیر اثر لے بھی آیا تو بھی یہ نتیجہ کہ اُس وقت اس قدر

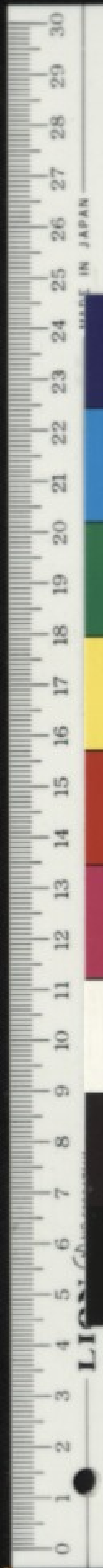
سر بلندی دنیاوی اور دینی امور میں نہ تھی رہ گیا حقہ اس مرحلہ میں کامیاب نہ ہو۔ سکھوں کے دینی پیشوا مہاتما گورو نانک جی نے بھی چاہا کہ ہندو اور محمدی مذاہب کو باہم ملا کر ایک کر دیں اور اس نظر سے انہوں نے اخلاقی پہلوؤں کو مشابہ کر دکھایا۔ اور ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجود دونوں مذہبوں کے ابھی سخت اصولی اور عملی مخالفتوں کے بھی ہندو مسلمان آپس میں بھائیوں کی طرح برتتے رہے اور اب بھی وہی دونوں قومیں باوجود دینی مخالفتوں کے ایک حد تک ایک ہیں۔ اور سب مل کر پولیٹیکل حقوق اپنے حسب دلخواہ پاتے رہے اور پا رہے ہیں۔ اور اب دونوں طرف سے "ہوم رول" کی آواز بڑے زور کے ساتھ بلند ہو رہی ہے۔ تو بھی حقیقی یگانگت ابھی انکو نصیب نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ بہت جلد ہو جائے دوسری جانب مسیحی ان سے اس قدر الگ دور افتادہ رہے۔ کہ وہ ابھی قوم ہی شمار نہیں ہوتے۔ پولیٹیکل امور میں سرکار ان کو پہچانتی ہی نہیں۔ مذہبی راہ میں ان کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دور کیوں جاتے ہو۔ یہاں تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک ہندو عورت مسیحی ہو گئی۔ ہندو مسلمان ہر دو برافروختہ ہوئے۔ معاملہ عدالت تک پہونچا اور آخر چیف کورٹ تک جا کر ختم ہوا۔ اور ابھی بھی نہ معلوم کیا ہو۔ دوسری طرف اگر یہی عورت مسلمان ہو جاتی تو معاملہ اس قدر طول کبھی نہ پکڑتا۔ اور شاید کوئی کسی قسم کی پرواہ بھی نہ کرتا۔ اور کسی کو کانوں کان خبر تک بھی نہ ہوتی۔ اس کی کیا وجہ؟ یہی کہ مسیحی مذہب ہندوستان میں ابتدا سے آجتک بالکل مغربی رنگ میں پیش کیا جاتا رہا۔ اور اب تک کیا جاتا ہے۔ وہ ہندوستان میں بالکل اوپری چیز نظر آ رہا ہے۔ جیسا محمدی مذہب ہندوستان میں جذب ہو گیا ہوا نظر آ رہا ہے ویسا مسیحی مذہب بالکل نہیں۔ اور باوجود غیر محمدی راج ہونے کے۔ اور مغرب سے کسی قسم کی مدد پائے بغیر خوب بار آور ہو رہا ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ یہ دونوں مذاہب مشرقی ہیں اور مشرقیوں ہی کے ذریعہ سے مشرقی رنگ میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اور ہر حالت میں سلف سپورٹنگ ہے۔ اور مغرب کی ان کو کچھ ضرورت نہیں ہے اس کی اشاعت کے لئے نہ تو کسی اسلامی سلطنت کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی غیر ہندوستانی امداد کی احتیاج ہے۔ ان تمام اور دیگر بہت سے امور کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ہندوستانی مسیحیوں کی دینی اور مجلسی اور پولیٹیکل (تمدنی) حالت اور ضروریات کو زیر نظر رکھتے ہوئے لازم معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی مسیحی مغربیت سے ہاتھ اٹھائیں۔ اور مشرقیت کو اختیار کریں اور مشرق میں مسیح کو مشرقی رنگ میں پیش کریں۔

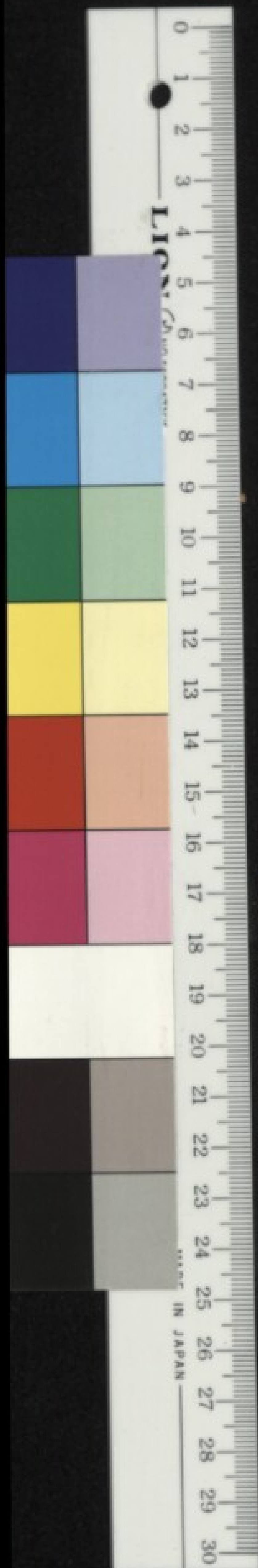
ہند مسیح کے لئے کیسے فتح ہو؟

یہ سوال ایسا مشکل مگر پھر بھی نہایت ضروری ہے کہ جس قدر اس پر غور کیا جائے اسی قدر تھوڑا ہے۔ اور ہمکو زیادہ پیچیدگیوں میں ڈالتا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کو مسیح کے لئے فتح کرنے کی عمدہ عمدہ اور جائز اور ضروری تجاویز سوچنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ایک لابدی امر اور ہمارا فرض ہے۔ ایک تجویز یہ بھی ہو سکتی ہے۔ اور ہماری دانست میں ضروری بھی ہے۔ کہ ہندوستان بالخصوص پنجاب میں ان مشن سکولوں اور کالجوں کی تعداد میں تخفیف کر دی جائے۔ جو غیر مسیحیوں کے لئے جاری کئے گئے ہیں اور وہی روپیہ بشارت انجیل اور مسیحی طلباء کی تعلیم و تربیت پر صرف کیا جائے۔ ہمارے غیر مسیحی ہموطن خود اس قابل ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کی تعلیم کا پورا بوجھ اٹھائیں۔ چنانچہ وہ اٹھا بھی رہے ہیں۔ مگر ہمارے مسیحیوں میں ایسی طاقت مطلق نہیں ہے۔ وہ اس کا عشر عشیر بلکہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم مشن سکولوں اور کالجوں میں طلباء کا شمار کریں تو فی صدی مشکل سے ایک دو مسیحی طلباء تعلیم پا رہے ہونگے۔ اور وہ بھی مشن کی امداد سے بہت ہی کم۔ صرف والدین ہی کی کوشش اور روپیہ ہے جو وہ اپنے پیٹوں کو گرہ دے دے کر پڑھانے میں صرف کرتے ہیں۔ دیہات میں جو مسیحی ہیں ان کے بچوں کی تعلیم کا بہت ہی کم اور ناتسلی بخش انتظام ہے۔ جب وہ تعلیم پاتے ہیں تو ادھورے رہ جاتے ہیں جو ہزارہا روپیہ کالجوں اور مدرسوں میں غیر مسیحیوں کی تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اس کا نصف بھی ہندوستانی شہری اور دیہاتی مسیحی بچوں کی تعلیم پر خرچ کیا جائے تو ہندوستانی مسیحیوں کی دینی دنیوی بہبودی حالتیں سدھر جائیں اور روپیہ اور کارندوں کی قلت اور اچھے مناد نہ ملنے کی شکایت بھی رفع ہو جائے۔ اور اگر ہم مشن سکولوں اور کالجوں کے اخراجات کا مقابلہ صرف بشارتی اخراجات کے ساتھ کریں تو ان میں بعد المشرقین کا فرق نظر آئیگا۔ اس پر ہم بہت کہنا نہیں چاہتے۔ مگر اس صیغہ میں تبدیلی کی اشد ضرورت کا احساس ضرور پاتے ہیں۔

ہندوستان کی قومی کلیسیا

ہندوستان میں ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ہندوستانی قومی کلیسیا کا خیال کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگرچہ وہ خیال فی زمانہ ماضی کی بہ نسبت زیادہ زور پکڑتا جا رہا ہے۔ ہندوستانی مسیحیوں کی قومی بیداری نے مسیحی دماغوں پر اپنا اثر کیا ہے کہ اب پرانے انتظام سے لوگوں کا جی بھر گیا ہے۔ اور وہ اب کسی نئے انتظام کے





آرزومند نظر آتے ہیں۔ جو ہندوستانی مسیحی اس اثر میں آگئے ہیں وہ اپنی مسیحی زندگی کا اظہار ایک ایسے نظام میں کرنا چاہتے ہیں جس کی صورت اور نام قومی کلیسیا کے طبعاً موزوں اور مفید ہو۔ ہندوستان میں بہت سے ایسے پرانے زمانہ کے مسیحی موجود ہیں۔ جنہوں نے مغربی نظام میں زندگی بسر کی ہے اور اب وہ اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ ہندوستانی قومی کلیسیا کی آرزو نے ہندوستانی مسیحیوں پر کیسا پرا اور گہرا اثر کیا ہوا ہے۔

لیکن اس نئی روحانی بیداری سے کیا مراد ہے؟ یہ تو ایک طبعی اقتضا مسیحیت کا ہے۔ کہ جو بات ہمارے خداوند کی تعلیم اور حکم اور عمل کے خلاف ہو مسیحی کو اس سے قطعی گریز کرنا چاہئیے۔ جو باتیں ہندوستانی طبیعت کے موزوں حال تھیں وہ سب اس کو موجودہ مغربی نظام میں دستیاب ہوتی تھیں مگر اب ہندوستانی مسیحی کو معلوم ہو گیا کہ مغربی نظام اور اس کے قواعد وقیود نہ صرف ہماری ضرورتوں کو پورا ہی نہیں کرتے۔ بلکہ مسیح تک پہنچنے میں وہ اس کے سدراہ اور مخل ہوتے ہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ وہ سب کے سب اپنی اصلیت میں محض متشابہ تاریخی حالتیں ہیں۔ علاوہ برایں ہندوستانی مسیحی اب بخوبی معلوم کرنے لگا ہے کہ میری اپنی ہی قوم روحانی قدر و قیمت میں کسی درجہ تک بھی کسی سے کم نہیں۔ جس کا قطعی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی ہی قومی روحانی قدر و منزلت کو اپنے آقا اور نجات دہندہ کی خدمت کے لئے مخصوص کر دیا۔

ایک قومی کلیسیا کی ضرورت کا احساس فی الحقیقت ایک روحانی تلاش ہے۔ ماضی کا یہ جبلی میلان۔ اور ایسا ہی ہمارے خداوند کی تیز ہوا آواز۔ اس کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستانی مسیحی ہندوستان کو مسیح کے لئے فتح کرنے کی مہم پر کمربستہ ہو کر روانہ ہو جائے۔ اُن بہت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدل کرنے کے لئے جو نہایت زور آور اور اس کے ارد گرد ہیں۔ اور جو اس کو پریشان کر رہے ہیں۔ اس کو کسی قسم کے بجائے اور دنیا کی موجودہ تہذیب کی ہنرمندی سے تیار شدہ ہتھیاروں سے مسلح ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ وہ ہتھیار ساؤل کے ہتھیاروں کی مثل شاہانہ ہی کیوں نہ ہوں۔ بلکہ بجائے اُس کے وہ اپنے ہی نہایت سادہ قومی فلاخن اور ناتراشیدہ پتھروں ہی کو لیکر اُس خداوند پر ایمان رکھتے ہوئے آگے بڑھیگا جو خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

---

۷۰ رومن کیتھولک مسیحی پروٹسٹنٹ ہو گئے

جنوبی ہندوستان کے مقام ویدگنگیولم کے ۷۰ رومن کیتھولک ویلالہ خاندان حال ہی میں پروٹسٹنٹ مسیحی جماعت میں شریک ہو گئے ہیں۔ حالات یہ ہیں۔ ویدگنگیولم رومن کیتھولک مسیحیوں کی ایک بڑی جگہ [illegible] ہے۔ ان کے یہاں قائم ہوئے کو عنقریب عرصہ ڈیڑھ صدی کا ہو گیا ہے۔ اور مدت مدید سے یہاں کے کلیسیائی حکام کا یہی دستور العمل رہا ہے۔ کہ جو لوگ اعلیٰ ذاتوں میں سے مسیحی ہوتے رہے ہیں۔ اُن کو کلیسیا میں عزت اور رتبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ گرجوں میں صدر کرسیاں اُن کو دیجاتی ہیں۔ اور کلیسیا میں طرفداری کے ساتھ اُن سے برتاؤ کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ حقوق اُن کو تانبے کے ایک پتر پر کے نوشتہ سے حاصل ہے۔ جو قدیم زمانہ سے اُن کے قبضہ میں ہے۔ اس نوشتہ کے مطابق ادنے ذاتوں کے مسیحیوں کے لئے گرجوں میں ایک طرف نشست مقرر ہوتی ہے۔ مگر حال ہی میں کلیسیا کے عہدہ داروں نے یہ فیصلہ کیا کہ کلیسیا میں ذات پات کے امتیاز کا ہونا بالکل ناواجب اور غیر مفید ہے۔ لہذا انہوں نے اس تفرقہ کی درمیانی دیوار کو ڈھا دیا۔ ویلالہ قوم کے مسیحیوں نے اس تجدد سے سخت ناراض ہو کر اپنے ان حقوق کی محافظت میں اُس پر پروٹسٹ کیا۔ ایک طویل اور سخت مناظرہ ظہور میں آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ویلالہ مسیحی اُس کلیسیا سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اپنا گرجا الگ بنا لیا۔ علیحدہ گرجا بنانے کی اجازت انکو مقامی عدالتوں سے بعد سخت اور طویل مقدمہ بازی کے ملی تھی۔ مگر ہائیکورٹ نے ڈسٹرکٹ کورٹ کے فیصلہ کو قایم رکھا۔ اور کلیسیائی حکام کا کلیسیائی حلقہ میں پورا اختیار ہونا تسلیم کر لیا۔ اور کہدیا کہ اُن کو ان کی کلیسیا کے اندرونی معاملات میں انتظام کا پورا اختیار ہے۔ اس پر ویلالہ مسیحیوں نے ٹنڈکوئل کی امریکن لوتھرن مشن کے سامنے پروٹسٹنٹ مذہب کو قبول کرنے کی اپنی رضامندی اور مستعدی ظاہر کی اور ۷۰ خاندان جن میں قریباً ۳۰۰ جانیں شامل ہیں پروٹسٹنٹ ہو گئے۔ اب کہتے ہیں کہ ایک یورپین مشنری ویدگنگیولم میں منادی کے کام پر بہت جلد مقرر کیا جائیگا۔

کیا ہماری پنجاب کی کلیسیاؤں میں اور ایسا ہی ہندوستان کے دیگر صوبجات میں بھی ذات پات کا قیاسی اور عملی ہر دو امتیاز نہیں ہے۔ باتیں تو بہت بنائی جاتی ہیں۔ مگر کیا اس کے برخلاف چلا جاتا ہے۔ ایسی دورنگی کی حالت پر افسوس ہے۔

سام وید کی کانٹ چھانٹ

آریہ گزٹ مظہر ہے کہ سوامی ہری پرشاد نے اپنی کثیر ہیونت اور کاٹ

سجاش کرنے والی نظر سے سام وید پر بات صاف کیا ہے۔ اور اسے چھپا بھی دیا ہے۔ اس پر آریہ مترا لکھتا ہے۔ سوامی جی آپ کے ایک بار کے سنشودھن سے۔ تو سام وید میں صرف ۷۰ - ۵ منتر رہ گئے دوسری دفعہ نظرثانی اور کر ڈالئے بس پھر صرف کورا سام وید کا ٹائٹل اور اس پر آپ کا شبھ نام ہی باقی رہ جائیگا۔ ہماری رائے میں جو کچھ سوامی ہری پرشادجی نے کیا وہ اچھا کیا۔ کیونکہ اول تو وہ سنسکرت میں اچھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ وید پاٹھک اور ودیہ ہیں جو کچھ انہوں نے کیا نیک نیتی اور انصاف سے اور اپنی اعلےٰ تحقیقات کے آدھار پر کیا۔ دوسرے سام وید ایک ایسا وید ہے جس میں بہت ہی تھوڑا حصہ اصل ہے۔ باقی سب رگ وید ہی کے منتر ہیں۔ ایک ہی قسم کے منتروں کو جن کی عبارت الفاظ اور مضامین ایک سے ہوں۔ اور اُن میں اور منتروں کا علیحدہ کتاب بنا دینا محض فضول ہے۔ کیوں نہ رگ وید والے منتر اس میں سے نکال دیئے جائیں۔ اور اصل منتر کا خواہ وہ کتنے ہی کم ہوں سام وید خالص رکھا جائے۔ تکرار منتروں سے خواہ مخواہ حجم کتاب زیادہ کیا جانا بہتر معلوم نہیں دیتا۔ نیز سام وید کے بہت سے منتر ادبی اور تاریخی نقطۂ خیال سے بھی بہت مفید معلوم نہیں پڑتے مختلف قراءت سے اگر سام وید کو صاف کر دیا گیا تو اس میں حرج ہی کیا۔ جو نقص تھا وہ نکال دیا۔ خالص اور اصلی سام وید سوامی جی صاحب کی مہربانی سے پڑھنا دنیا کے لئے مفید ہے۔

جزائر فیجی کی ہندوستانی مستورات کی دردناک حالت

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ پادری اینڈریوز صاحب نے آگرہ جلسے کے موقعہ پر انگلش میں لکچر دیا اور اسی موقعہ پر ہندی زبان میں ایک مختصر سی چٹھی چھپوا کر وہاں اس موقعہ پر اشنان کرنے والی عورتوں کے درمیان تقسیم بھی کروائی ہے۔ اس چٹھی میں فیجی جزائر کی ہندوستانی مستورات کی نہایت گری ہوئی اور خطرناک پر درد حالت کا ذکر ہے۔ یہ حالت اُن کی خود پیدا کردہ نہیں ہے۔ مگر جیسی ہو۔ اس خط کا مضمون یہ ہے۔

"ماؤ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہاری فیجی میں رہنے والی بہنوں کی دردناک حالت دیکھی ہے۔ وہ ہر روز ایک خود ورد انکھیں آنسو بہاتی ہوئی میرے پاس آیا کرتی تھیں۔ اور مجھ سے اپنے دکھ سے مدد مانگتی تھیں۔ اُنہوں نے مجھے اپنے بچے دکھائے جو پاپ اور گناہوں میں زندگی بسر کرتے ہوئے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ خطرناک حالت ممکن ہے۔ کہ ابھی ویسے ہی زوروں سے جاری رہے۔ اور بچے اسی طرح پیدا ہوں۔ اگر ہم نے اُس کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ ماؤ کی پوترتا اور بچوں کی معصومیت کے نام پر اپنی ان بہنوں کے آنسوؤں کی یاد کر کے پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ وہ ہم کو اپنی زمین پر سے یہ خرابیاں دور کریں۔"

سی۔ ایف۔ اینڈریوز۔

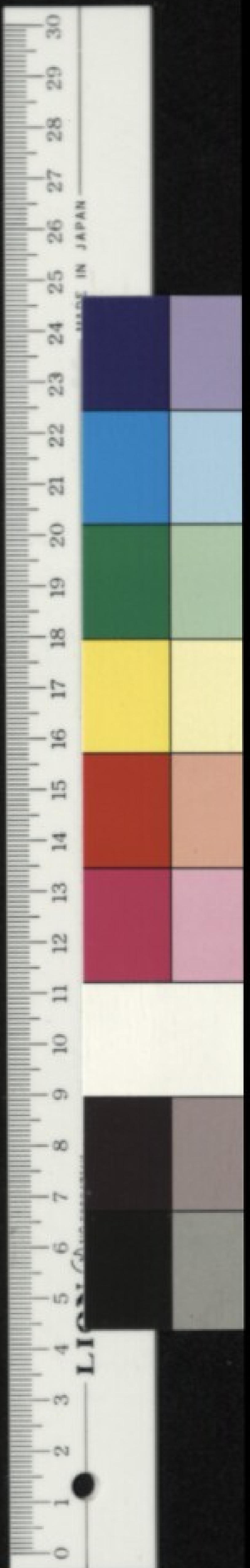
ہم اپنے مہربان اور روشن خیال اور انصاف پسند حضور وائسرائے سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے کشور ہند کی وفادار رعایا کی ان عصمت مآب مستورات کی حالت زار پر ضرور توجہ فرما کر قرار واقعی علاج کرینگے۔ اور معاہدے کی مزدوری کے قانون کو بہت جلد منسوخ کروا کر اپنی پبلک کے دلوں میں گھر کر لیں گے۔

آریہ گزٹ کو غلط خبر ملی ہے

۲۰ ماگھ کے آریہ گزٹ نے اپنے نوٹ "بلیا ضلع انبالہ میں ۱۸ ہزار چمار عیسائی ہو گئے" میں بحوالہ آریہ مترا چماروں کے مسیحی ہونے کے بیان میں یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے۔ کہ اُن کے مسیحی ہونے کو پادریوں کے جبر پر محمول کیا ہے۔ جو سراسر غلط معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "وہ اپنی کتھا سنانے کو مجبور کرتے ہیں۔ اگر چمار لوگ عیسائیوں کے بھجن کیرتن نہیں سنتے تو انہیں طرح طرح کی دھمکیاں دیجاتی ہیں"۔ اس کا یہ بیان خود اس کے اس بیان سے غلط ثابت ہو جاتا ہے جبکہ دلی کے علاقہ میں چماروں کے مسیحی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "دہلی مشن کالج کے بڑے بڑے پروفیسر اور پرنسپل کالج کو چھوڑ کر انہیں اچھوتوں اور چماروں کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب وہ اس عظیم ذخیرہ کی فصلیں کاٹ رہے ہیں"۔

ہمارے ہمعصر! آپ ہی کے قول کے مطابق چماروں کے مسیحی ہونے کی "یہی وجہ ہے" جو آپ نے بیان کی ہے۔ نہ کہ وہ جو آپ کے آریہ اخبار آریہ متر نے تعصب سے اور پبلک کو خلاف جوش میں لانے کے لئے بیان کی ہے۔ مسیحیوں میں جبر نہیں ہے صرف محبت اور صبر ہے۔ انہیں دو باتوں سے کام لیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ بلیا والے مسیحی صاحبان اس کا جواب کافی طور پر دیں گے۔ اور مفصل حالات اس تحریک کے بارے میں ہمارے پاس برائے اشاعت روانہ فرما کر احسانمند کرینگے۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں کوشش کرتے رہیئے۔





رام کرشن وویکانند مشن کرسچیانٹی کی پکی سیڑھی ہے

پرسیدھ پانٹھکو بھارت ورش میں بنگال پرانت دنیا میں پرتھم شریشٹھ میں گنا جاتا ہے۔ اسی پردیش میں ایک پرتاپی یوگی راج پرمہنس رام کرشن اسی سمے میں پرگھٹ ہوئے۔ اُن کے پوتر جیون میں کسی پرکار کا سندیہہ نہیں۔ اُن کی کیرتی بنگالہ میں ابک سے پروہ تک گا رہے ہیں۔ اپنے موکھیہ پاٹھوں میں ناصری ناتھ مہاراج کے وید ابھول بائیبل کو کہتے تھے۔ اُسی کا یہ پھل ہوا کہ سرب سادھارن میں اُن کی مہما پھیلنے لگی۔ پرمہنس جی مہاراج نے جگت گورو ناصری ناتھ کی شکچھا کو اپنے شبدوں میں پرچار کرنا آرمبھ کر دیا۔ لوگوں میں کیرتی پھیلنے لگی۔ یہ مہاتما تیاگی ورکت تھے (زاہد تارک الدنیا درویش) تیاگی ورکت کا نمونہ جگت کے لئے اتم سدھ ہوا ہے۔ دیکھئے ہمارے موکش داتا کیسے تیاگی تھے۔ اپنے شششوں کو کیسی تیاگ کی شکچھا آگیا دی۔ یہ تیاگ ورکتی۔ ویراگ کی اتم شکچھا دیکھنے چاہتے ہو تو ہمارے پربھو اور آپ کے بارہ شششوں کے جیون چرتر کو پڑھو اور اس پر چلو تو آپ کو پرلوک کا آنند سنگرہ پراپت ہو جائیگا۔ دیکھئے مہاتما جنرل بوتھ نے دسالویشن آرمی کی نیو ڈالی۔ بہم برس کے عرصہ میں کل جگت میں مکتی سینا پھیلا دی۔ پرمہنس رام کرشن کے تیاگ کا پربھاؤ (اثر) بابو نریندر ناتھ بی۔ اے پر ایسا پڑا کہ اپنا سرب تیاگ کے سنیاس دھارن کیا۔ پرمہنس جی نے دکشا دے کے سوامی وویکانند نام دیا۔ بھارت ورش میں ایک کہاوت ہے کہ گرو گڑ ہی رہے چیلا کھانڈ (چینی) ہو گئے سوامی وویکانند جی نے مغربی ڈھنگ کو ایک اتم سمجھا اور سمے کے انوسار نیو لائٹ والوں کو اُن کی شکچھا پسند آگئی۔ ایک آن کی آن میں کشمیر سے سیلون تک ایم۔ اے۔ گریجویٹ۔ انڈر گریجویٹ۔ بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار۔ راجہ مہاراجہ جج۔ کلکٹر منصف وکیل بیرسٹر۔ آتیا و سول اینڈ ملٹری افسران اُن کے چیلے بن گئے۔ شنگاگو نمائش (دھرم پر درشنی) نمائش مذاہب میں اُن کو بڑی سپھلتا ہوئی۔ پھر کیا تھا۔ امریکہ نواسی یورپ باسی بھی پیچھے لگ لئے۔ بھارت ورش میں نیو لائٹ والوں نے اکٹھے ہو کے ایک آرگنائزڈ مشن بنا لیا۔ اور "رام کرشن وویکانند مشن" نام دیا۔ سوامی وویکانند کی شکچھا ایک دم نیو لائٹ والوں کے سبھاؤ انوسار ہو ارتھات کھان پان کا کچھ بھی وویک نہیں۔ اس مشن کے لوگ ڈنکا کی چوٹ سے انگریزی ہوٹلوں میں کھاتے ہیں۔ اُن کے آشرموں میں ٹیبل چیئر بچھتے ہیں۔ چھوت پاک کا کچھ بھی وچار نہیں۔ انہوں نے ایک نرالی بات گھڑی کی۔ ارتھات اپنی سوسائٹی کا نام بھارت ورش کے ڈھنگ انوسار "سماج" یا "سبھا" نہیں رکھا پرنتو "مشن"۔ مشن شبد کیول ناصری ناتھ مہاراج کے پرچارکوں کے لئے اپیوگ ہوتا ہے دس نامی سنیاسی اپنے سے اُن کو الگ سمجھتے ہیں۔ اُن کے ساتھ کھان پان کچھ بھی نہیں رکھتے اور نہ سنیاسیوں کے چڑھاؤں میں آتے۔ پرسپر کسی پرکار کا سمبندھ نہیں رکھتے۔ دس نامی سنیاسی کہتے ہیں کہ وویکانندی بھارت باسیوں کو ٹھگ رہے ہیں۔ یہ لوگ متھیا بھیس کی اوٹ میں گھسے ہوئے ہیں۔ سراسر یہ لوگ کرسچن ہیں۔ اُن کے اپدیشوں میں بائبل کے ادھک درشٹانت رہتے ہیں۔ اور یہ کیسے ہی گپت کیوں نہ رہیں۔ انتہہ کرن سے یہ لوگ کرسچن ہیں۔ ان کے یہاں پانی کا پرہیز نہیں ہوتا۔ اور سب کچھ کرسچن مشنوں کی بھانت ہوتا ہے۔

سنیاسی مشن "رام کرشن وویکانند مشن" کے وشئے میں اتنا کہے بنا نہیں رہ سکتا۔ کہ راجہ رام موہن رائے۔ بابو کیشب چندر سین۔ لیڈر آف برہمو سماج نے بھی ہمارے تران کرتا ناصری ناتھ کی ڈووٹی کو گرہن کیا۔ اور وویکانند بھی اپنے ہردے سے پربھو کی ڈووٹی کو گرہن کر رہے ہیں ہماری مشن کے ایک پرسٹ مہاشے سوامی وویکانند جی کے انت سمے میں تھے۔ اُس سمے وویکانند جی نے کہا کہ یہ میرا کوچ کا سمے ہے۔ میں انتہہ کرن سے جیسس کرائسٹ (جیسس کرائسٹ) کو اپنا موکش داتا مانتا ہوں۔ اسی سمے ہمارے پرسٹ مہاشے سے نویدن کیا کہ آپ گاسپل آف سینٹ جان کا چودھواں پرب پڑھ کے پرارتھنا کیجئے۔ پرسٹ مہاشے نے پرارتھنا کی۔ پرارتھنا کے شیش میں سوامی وویکانند بولے کہ اس سمے میں [illegible] کارن کہ کاری ناتھ کا ساکشات درشن ہو رہا ہے اور مجھے ستیہ شانتی پراپت ہو گئی اور میں دڑھتا وشواس سے کہتا ہوں کہ میرا مشن ایک دن مغربی کرسچن مشنوں میں مل جائیگا۔ اور انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کی ایک بڑی بھاری شاخا (شاخ) ہو جائے گی۔ اُس کے اپرانت ہمارے پرسٹ مہاشے نے آشیرباد کا ہاتھ ان کے ماتھے پر رکھا۔ کوئی پانچ منٹ نہ ہوئے کہ سوامی وویکانند جی اس لوک کو تیاگ کے پرلوک کو سدھارے۔

سنیاسی مشن اپنے مغربی مشنس

کو وڑ دیسو اس دلاتا ہے۔ کہ ایک دن آنیوالا ہے۔ کہ رام کرشن وویکا نند مشن ویسٹرن مشن میں جا ملیگا۔ "سنیاسی مشن" میں تو نہ مل سکیگا کارن کہ سنیاسی مشن کے نیم ایسے کٹھن ہیں جن پر چلنا جب تک پربھو کا انوگرہ نہ ہو پا نہیں لگ سکتا۔ بشیش کر کے ہمارے مشنریز دکھ جس میں لوگوں کی سیلف سیکریفائز دیکھ کے بڑے بڑے سنیاسی تیاگی دنگ رہ جاتے ہیں۔ پر آج یہ پروفیسی کرتے ہیں کہ **رام کرشن وویکا نند مشن کر سچیانٹی کی پکی سیڑھی** ہے۔ وہ دن آ پہنچا ہے۔ کہ ویسٹرن مشن کر سنگیرہ سپھلتا پراپت ہو۔ پربھو کریں کہ اس تین برس میں بھارت ورش میں آپ کے منگل سماچار کا پرچار پھل دایک نکلے۔ یدی ہم تن من دھن سے پربھو کا پرچار کرینگے۔ تو نشچے سپھلتا پراپت ہوگی پربھو ایسا ہی کریں۔ تتھا استو۔

آپ کا منسٹر (پربھو میں) سوامی نربھیانند بھارتی۔ اچاریم۔

اسیسی کا سینٹ فرانسس

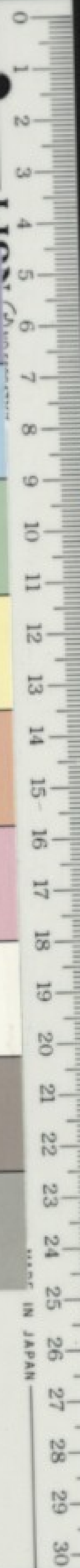
گزشتہ سے پیوستہ

اور فرانسس نے اس بات پر متعجب ہو کر کہ مہنت لیو نے اس کے خلاف جواب دیا جس کا اُسے حکم دیا گیا تھا اُس نے یہ کہہ کر دھمکایا کہ تو کیوں ویسا جواب نہیں دیتا جیسا میں تجھے سکھاتا ہوں۔ میں پاک فرمانبرداری کی قسم دیکر حکم دیتا ہوں کہ تو ویسا ہی جواب دینا جیسا میں تجھے سکھاتا ہوں میں یہ کہونگا کہ اے مہنت فرانسس عاجز گنہگار۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ خدا تجھ پر رحم کریگا جبکہ تو نے رحم کے باپ کے خلاف اس قدر گناہ کئے اور رحم حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہے۔ اور تو مہنت لیو چھوٹی بھیڑ جواب دینا۔ کہ کسی طرح سے تو رحم پانے کے لائق نہیں ہے۔ لیکن بعد ازاں جب فرانسس نے کہا کہ "اے مہنت فرانسس عاجز گنہگار" اور مہنت لیو نے جواب دیا "خدا باپ جس کا رحم تیرے گناہ سے بے حد زیادہ ہے تجھ پر بڑا رحم کریگا۔ اور اسکے سوا بھی تجھ پر بڑا افضل کرینگے"۔ اس جواب پر مقدس فرانسس نہ خفتہ ہوا اور صبر سے بے چین ہو کر مہنت لیو سے کہا تو نے کیوں ایسا ارادہ کر لیا ہے کہ فرمانبرداری کے خلاف عمل کرے اور پہلے ہی کئی دفعہ تو نے میرے حکم کے برعکس جواب دیا۔ اور مہنت لیو نے بہت انکساری اور ادب سے جواب دیا "میرے باپ خدا جانتا ہے کہ ہر وقت میں نے ارادہ کیا کہ جیسا تو نے مجھے حکم دیا ویسا ہی کہوں لیکن خدا مجھ سے اپنی مرضی کے مطابق کہلواتا ہے نہ کہ میری مرضی کے مطابق۔ اس پر مقدس فرانسس نے متعجب ہو کر مہنت لیو سے کہا۔ میں تجھ سے بڑی محبت سے منت کرتا ہوں کہ اس بار ایسا جواب دینا جیسا میں نے تجھے بتلایا ہے۔ مہنت لیو نے جواب دیا۔ خدا کے نام سے بول کیونکہ میں یقیناً اس مرتبہ تیری مرضی کے مطابق جواب دونگا۔ اور فرانسس نے رو کر کہا اے مہنت فرانسس عاجز گنہگار کیا تو خیال کرتا ہے کہ خدا تجھ پر رحم کریگا؟ اور مہنت لیو نے جواب دیا ہاں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تجھ پر خدا کا بڑا فضل ہوگا اور وہ تجھے بلند کریگا اور تجھے ہمیشہ سرفرازی بخشیگا۔ کیونکہ وہ جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ بڑا کیا جائیگا۔ اور میں اس کے سوا جو خدا میرے منہ میں ڈالتا ہے نہیں بول سکتا۔ اور اس طرح سے اس عاجزی کے جھگڑے میں بڑے آنسوؤں کے ساتھ اور تسلی سے دن بھر بیدار رہے۔

لیکن گو کہ لیو ایسی نرم طبیعت کا تھا تو بھی فرانسس کے مرنے کے بعد وہ بڑی سرگرمی سے اُن کی مخالفت کرتا تھا جو فرانسس کے نمونہ اور اُس کی نصیحت کو کسی طرح بھی برباد کرتا یا آرڈر میں نئی رسمیں داخل کرنا چاہتے تھے۔ اور وہ کسی بات سے نہ ڈرتا تھا۔

لیو سینٹ میری آف دی انجلس میں سنہ ۱۲۷۱ء یعنی فرانسس کے گذر جانے کے بہت عرصہ بعد تک رہا۔ بہت اچھا تھا کہ جوں جوں برس گزرتے گئے۔ اور نئے بھائی اس آرڈر میں شریک ہوئے۔ وہ لیو کو دیکھنے آئے اور اُس کی تعلیم سنتے تھے۔ جس نے خود مقدس فرانسس کے متعلق کئی عجیب کام دیکھے اور سنے لیکن نہ صرف اُس نے اُن عجائبات کی بابت ذکر کیا بلکہ وہ یہی تھا جس نے ان تمام عجیب سالوں کی پہلی روئداد تحریر کی۔ جو کچھ اُس نے سنا اور دیکھا تھا۔ اور اُس کے بارے میں وہ قصے پر قصہ لکھتا رہا۔ اور شام بہ شام جب روشنی کم ہو جاتی تھی۔ وہ ورق کے کاغذات لیکر اُٹھتے اور زیتون کے درختوں کے نیچے سے پتھریلے رستہ پر سے ہو کر سینٹ ڈیمائن کا راستہ لیتا تھا۔ وہاں وہ قیمتی روئداد کلیئر اور اُس کی بہن کی محافظت میں چھوڑ آتا تھا۔

اُس نے سینٹ فرانسس کے تقلیدی حکم کی تعمیل وفاداری سے آخر تک کی۔ اس نے سخت سے سخت مفلسی کی حالت میں دعا اور دوسروں کی خدمت کرنے کی زندگی بسر کی۔ وہ سینٹ ڈیمائن کی سسٹرس کی محافظت کبھی نہیں بھولا۔ اور اُن کی جسمانی اور روحانی خدمت کرتا رہا۔ اور جب کلیئر بستر مرگ پر تھی۔ لیو اور سینٹ فرانسس کے پہلے ساتھی اُس کے پاس اُس کو تسلی دینے اور



اُس کے آخری بڑے سفر کے وقت اُس کی مدد کرنے کو موجود تھے۔

سیسیو فرانسس کے پہلے ساتھیوں میں ایک دوسرا شخص سیسیو نامے تھا۔ وہ پہلا اخی تھا جو چھوٹی دینی خدمت پر مامور ہوا۔ اُس میں کئی بڑی خوبیاں تھیں۔ اور ان کے علاوہ وہ لمبا اور مضبوط اور طاقتور تھا۔ ہمیں ایسا بتلایا گیا ہے۔ کہ جب وہ راستے پر بھیک مانگا کرتا تھا تو اُسے اچھے اور بڑے ٹکڑے اور بعض اوقات پوری روٹیاں ملجایا کرتی تھیں جبکہ فرانسس کو چھوٹا اور دُبلا ہونے کے سبب سے صرف چھوٹے ٹکڑے اور وہ بھی سوکھی روٹی کے ملا کرتے تھے۔

بیداری کا راز

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہندوستان کی مقدم ضرورت روپیہ اور کارندے نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک روحانی بیداری کا محتاج ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ روح کی طاقت ہندوستان میں سالوں کی انسانی کوشش اور تعلیم اور تلقین سے بدرجہا زیادہ کام کر سکتی ہے۔

ہمارا منشا ہے کہ ہم ایسی بیداری کا راز دریافت کریں۔ کاشکہ ہم مشنری اور کارندے ان لوگوں کی بیداریوں کا حال گھٹنے ٹیک کر پڑھیں جنکا ذکر بائیبل میں آتا ہے۔

ہمیں بھی روح کا حصہ ملا ہے۔ جو پنتیکست کے دن اُتری تھی۔ پھر ہم اتنے کمزور کیوں ہیں۔ غیر مسیحیوں کے سامنے خدا اغلاط طور سے کیوں پیش کیا جاتا ہے؟ کیا ہم اُن قصوروں کے سبب شرمندہ اور نادم ہوتے ہیں جو خدا کسی انسان کا لحاظ نہیں کرتا جس طرح کہ وہ اگلے زمانے میں کام کرتا تھا۔ اب روح القدس کے آنے کے بعد ہمارے لئے زیادہ کیوں نہ کریگا۔ پس اُس کے کام کی شرائط کیا ہیں؟

(۱) ہم کو اپنی حاجات کو دیکھنا اور محسوس کرنا چاہئے ہماری لاچاری بہت بھی ہے۔ اگر وہ ہم کو خدا کی طرف پھیرے۔ لیکن ایسا کرنے کے باوجود ہم ولایت میں کمیٹی سے زیادہ روپے اور زیادہ آدمیوں کے لئے درخواست پر درخواست روانہ کرتے اور نہایت چیں بچیں ہوتے۔ ہم کہتے ہیں "اگر صرف ہم ایک سکول اس جگہ بنا سکیں" اور "ایک رہائش گاہ اُس جگہ تعمیر کر سکیں" "تو نہایت خوب ہوگا" یا "اگر ایک مشنری ڈاکٹر دستیاب ہو جائے جو کہ لوگوں کے دلوں کو کلام کے سننے کے لئے تیار کر دے تو نہایت اچھا ہوگا" "پر خدا کے نزدیک بہتوں سے یا اُن سے جن کا زور نہ ہو مدد کرنا دشوار نہیں (۲ تواریخ ۱۴: ۱۱)" اُن بیداریوں کا شروع جنکا حال ہم پڑھتے چلے آئے ہیں ہمیشہ ایک آدمی سے ہوا۔ کیا ہماری مشن میں کوئی عزرا یا نحمیاہ یا دانیل نہیں ہے۔ جس کا دل ہندوستان کے لئے ایسا بے قرار ہے کہ وہ خدا کے حضور اُس کی حاجتوں کے لئے دعا کرے اور خدا کو مجبور کرے کہ وہ ہندوستان پر اپنا فضل کرے۔ کئی مرتبہ ولایت میں بڑی بڑی بیداریاں دعا کے ذریعہ وقوع میں آئیں۔ جن کی شروع کرنے والی عورتیں تھیں۔ جنکے دل آس پاس کے گناہ اور آلودگی کو دیکھکر بے چین ہوگئے۔ وہ پوشیدگی میں دست بدعا رہیں۔ حتیٰ کہ خدا نے اپنی روح نازل کی۔ اگر آپ میں سے دو متفق ہو جائیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔

(۲) **گناہ کا اقرار**۔ انجیل میں ہر موقعہ پر جہاں کہیں جماعتوں کے ایمان لانے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ وہاں پر گناہوں کے اقرار کا ذکر پہلے پایا جاتا ہے اور اسبابات کا اعتراف کہ خدا کی بے عزتی ایمان لانے سے پیشتر ہوتی رہی۔ کیا ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں سے بہت سے لوگ مردہ زندگیاں گزار رہے ہیں۔ زندگیاں جو کہ مکمل طور سے خدا کے لئے بسر نہیں ہوتیں۔ اور یہ بھی کہ ہمارے درمیان شکایات اور گلہ ہے؟ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ اس سے خدا کے نام کی کسقدر توہین و تکفیر ہوتی ہے۔ اور خدا غیر اقوام کے سامنے کیسے بُرے پیرایہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کہ خدا برکت دے۔ یہ آواز آنی چاہئے "میں گنہگار ہوں"۔

۳۔ **وقت کی پہچان**۔ دانیل نے کتاب سے پہچان لیا کہ وقت آپہونچا ہے کہ خدا اپنے بندوں کو اسیری سے واپس لائے۔ پس اُس نے دعا کرنی شروع کی۔ کیا ہماری پہچان کے لئے کوئی نشانات نہیں ہیں؟ کیا ہندو مذہب کو زندہ کرنے کی کوششیں خدا کے فرزند کے لئے کچھ معنی نہیں رکھتیں؟ مجھے ہندوستان میں اٹھیس برس ہوگئے ہیں۔ اور میں نے مشنریوں اور دیگر کارندوں میں ایسی حالت جو کہ اب ہے کبھی نہیں دیکھی۔ آجکل ہر ایک مجمع میں مضمون روح کی بھرپوری سننے میں آتا ہے ہم نے جو کہ سال خوردہ مشنری ہیں آگے کبھی یہ مشاہدہ نہیں کیا۔ لہٰذا ہم نے صرف انہیں چند سالوں میں پہلی مرتبہ روح کے جنبش کا تجربہ کیا ہے۔ کیا یہ باتیں کنایہ کے طور پر ظاہر نہیں کرتیں کہ خدا ہمارے قریب آتا جاتا ہے۔ اور ہمارے دلوں کو کھینچ رہا ہے۔ تاکہ وہ بڑی برکت عنایت کرے؟ کاش کہ ہم اُس کی مرضی کو ان اشاروں کے وسیلے جلد معلوم کریں۔ اور اُن کو پورا کرنے کی کوشش کریں +

(۴) **دعا**۔ جہاں کہیں جماعتیں مسیح پر ایمان لائیں۔ اُس سے پیشتر دعا کی آواز بڑے زور سے خدا کے حضور بند کی گئی۔ پیارے بھائیو اور

مشنری صاحبو! ہم دعا سے کتنا کچھ کر سکتے ہیں۔ دعا کی طاقت کی بابت بہت کچھ کہا گیا ہے۔ آئیے ہم دل وجان سے دعا میں مشغول ہو جائیں تاکہ ہمارے درمیان ایک روحانی بیداری وقوع میں آئے اس سے پیشتر کہ غیر اقوام تک پہونچو کلیسیا کو پنتیکست کی آگ کا تجربہ حاصل ہونا چاہیئے۔ اگر کلیسیا پاک صاف ہو جائے تو غیر اقوام کو مسیح تک لانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔

آخر میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بڑا کام جس کی ہم سب انتظاری کر رہے ہیں کبھی وقوع میں نہیں آئیگا۔ جب تک روح کثرت سے نازل نہ ہو۔ مسیحیوں کے انبوہ کے انبوہ ہیں جنہوں نے جماعتوں کو مسیح کی طرف پھرتے نہیں دیکھا۔ اُنہوں نے کبھی لوگوں کو گناہ کا اقرار کرتے نہیں دیکھا۔ اور کبھی فیصلہ کر کے مسیح پر ایمان لاتے نہیں دیکھا۔ وہ خدا کی اس طاقت سے محض ناآشنا ہیں بعض مسیحی ایسے بھی ہیں جنہوں نے کبھی مجموعی طور پر ایک خاص کوشش نہیں کی کہ اپنے محمدی اور ہندو پڑوسیوں کو مسیح تک لائیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ روح کی بھرپوری اُن مشکلاتوں کو رفع کر سکتی ہے۔ جو کم تنخواہ کے متعلق ہیں۔ نیز کینہ اور عداوت کو دور کر سکتی ہے۔ اور ہم بھی یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ کوئی چیز نہیں جو ہزاروں ہندوؤں کو مسیح تک لائے۔ جو کہ دل میں مسیح کو مانتے ہیں۔ پر ذات پات کے خیال کے سبب علانیہ طور پر اُس کو قبول نہیں کرتے۔ مسیحی مذہب انسانی مذہب نہیں لیکن افسوس ہم میں سے بہت کم ہیں جو اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کاشکہ اس ملک میں ایک ایسی آگ نازل ہو جو کہ لوگوں کے دلوں کو روشن کرے اور وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ اور اپنے دوستوں کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کو قربان کریں۔ یہ کوئی خیالی تصویر نہیں۔ یہ بات اور ملکوں میں دیکھنے میں آئی۔ ہمارا یقین ہے کہ انجیل خدا کی وہی قدرت ہے۔

"اے خدا تو برسوں کے درمیان اپنے کام کو نئے سرے سے رونق بخش۔" (حبقوق ۳ : ۲)

"کیا تو پھر کے ہمیں نہ جلاویگا۔ تاکہ تیرے لوگ تجھ سے خوشی کریں؟" (زبور ۸۵ : ۶)

بشارتی مہم کا کام انبالہ چھاؤنی میں

ناظرین نور افشاں قریباً ایک سال سے ہم بشارتی مہم کے متعلق بذریعہ نور افشاں اور دیگر مسیحی اخبارات کے ذریعوں سے طرح طرح کے عجیب تجربات روحانی کی صدائیں سنتے رہے ہیں۔ اور اُن آوازوں سے ہم کو بڑا بھاری فائدہ ہوا لیکن بالخصوص پادری جان فورمن صاحب کے وعظ جو انبالہ چھاؤنی میں ہوئے۔ وہ ہماری کلیسیا کے نوجوانوں کے دلوں پر اس قدرت کے ساتھ لگ گئے۔ کہ نوجوان روحانی حرکت میں آ گئے۔ اور اُنہوں نے محسوس کیا کہ سچ مچ ہمنے جوانی کے دنوں میں اپنے خالق کو یاد کرنا ہے۔ ہم نے حق کی خاطر صلیب کے جھنڈے کو ہمیں اونچا کرنا ہو۔ نوجوانو! کیوں خواب غفلت میں پڑے ہو۔ کچھ بھی ہو۔ اب کمریں باندھنا اور دل کے چراغ جلانا ہے۔ اور خداوند مسیح کے لئے اپنے پیارے ملک ہند کو جیتنا ہے۔ نوجوانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ انجیل کا مبارک پیغام سنانا نہ صرف مشنریوں اور پادریوں کا کام ہے۔ لیکن ہم سب مسیحیوں کا خواہ وہ گورنمنٹ کی ملازمت میں ہوں یا ریلوے کی خدمت میں ہوں۔ اس نیک جنبش کی ہوا جب پادری ہنڈری صاحب کے کان تک پہونچی تو فوراً صاحب موصوف نے سب نوجوانوں کو اپنے بنگلہ پر مدعو کیا۔ اور قرار پایا کہ یہ کام شروع کر دیا جاوے۔ سو اُسی وقت مسٹر رابرٹ پریذیڈنٹ اور مسٹر رینک اوپل سکرٹری کے عہدہ پر ممتاز کئے گئے۔ اور جب یہ خوشی کی خبر پادری اوپل صاحب کے کان تک پہونچی تو صاحب موصوف نے ہم سب کو بلاکر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے بزرگ ہاتھ ہمارے سروں پر برکت کے کلموں کے ساتھ رکھے۔ اور فرمایا کہ خداوند یسوع اپنے وعدہ کے مطابق ہر روز تمہارے ساتھ ہے۔ اور تم کو بڑی بھاری کامیابی عطا فرماتا ہے۔

صاحبان! اب میں ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم انبالہ چھاؤنی کے مسیحی شرکاء کیا کچھ کر رہے ہیں بشارتی مہم کی انجام دہی کے لئے ایک خاص دن مشورہ اور کلام کے مطالعہ اور دعا کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور وہ دن ہر ہفتہ کا شام ۶ بجے ہم **پریئر سبھا** کے کمرے میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور وہ صاحب جو مقرر کئے جاتے ہیں۔ کہ ہفتہ بھر کی رپورٹوں کو قلمبند کریں۔ اور باقاعدہ اُس دن اپنی اپنی رپورٹیں اجلاس میں پیش کیا کریں۔ سو وہ ایسا ہی کرتے ہیں (۱) خدمت انبالہ چھاؤنی کے سب مسیحیوں کو روحانی طور پر بیدار کرنا خواہ وہ ہماری کلیسیا کے ممبر ہوں یا دوسری کلیسیا کے۔ ہم نے اس بات کو بڑے زور کے ساتھ محسوس کیا کہ روح کی بیداری جب تک صلح کے بند سے بندھی نہ جاوے گی۔ تو ہم ہرگز کامیاب نہ ہونگے۔ سو ہم نے ہر روز ایک خاندان میں جانیکا ارادہ کیا۔ اور ہم یہاں تک اپنی خدمت میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ خود ہمارے ہی اندر سے **خداوند یسوع کی جے** کے نعرے بلند ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ ہمارے دلوں میں اس کامیابی کے لئے بڑی بھاری خوشی ہے۔ بھائی ہم کو ایسی خوشی سے قبول کرتے ہیں کہ دل

محبت سے اور خداوند کے بے جوش سے بھرجاتا ہے۔ ہم بھائیوں کے گھروں میں جاکر خوب جوش کیساتھ روحانی گیت اور غزلیں کھنجری کے ساتھ گاتے ہیں اور جوش میں بے ساختہ ہماری زبانیں کھلجاتی ہیں۔ اور یسوع مسیح کی جے کے نعرہ بلند ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ کلام کا مطالعہ اور دعا خانہ ان میں ہوتی رہتی ہے اور بھائی اگرچہ غریب ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل ان کے دولتمند ہیں۔ ہرطرح سے ہماری خدمت کرتے ہیں۔ اور ہارتے نہیں۔ بلاہٹ پر بلاہٹ ہوتی رہتی ہے۔

میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس خدمت کا نتیجہ اتوار کی اور بدھ کی عبادت میں ہم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ جن خاندانوں سے عبادت چھٹ گئی تھی۔ اور روحانی طور پر وہ مردگی کی حالت تک پہونچ گئے تھے۔ اب وہ عبادتوں میں بڑے شوق کیساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ اور کشادہ دلی سے چندہ دیتے ہیں اور ہر اتوار کو دو گروہ ہوکر گاؤں میں اور چھاؤنی میں انجیل کا پیغام سنانے کے لئے جاتے ہیں جو گروہ گاؤں کی خدمت کے لئے جاتا ہے۔ اس میں بندہ بھی ہوتا ہے۔ دو چار گھنٹوں کے لئے تو گاؤں قائل و معقولیت تک پہونچ جاتا ہے ہماری یہ کوشش ہوا کرتی ہے کہ ہر گاؤں کو انجیل سے بھردیں۔ لوگ بڑی خوشی سے سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ اور کئی جگہوں میں اسی وقت متلاشی بھی تیار ہوجاتے ہیں۔ ٹریکٹ اور انجیلیں نوجوان مفت مانگتے ہیں۔ اور اپنی گرہ سے پیسے خرچ کرتے ہیں یہ ایام انبالہ چھاؤنی کے لئے کیسے مبارک ہیں۔ امید واثق ہے کہ یہ آگ جو لگ گئی ہے۔ اپنا رنگ ضرور دکھائے گی۔ ناظرین ہمارے نئے سوسئٹی کی منزل سفارشی دعا کرتے رہیئے۔ اپنے ہاتھوں سے گرا اٹھارئیے۔ تاکہ ہم کم از کم اپنے علاقہ کو خداوند مسیح کے لئے جیتیں۔ آمین ثم آمین۔

فقیر حقیر۔ سلامتی کا شتیر۔ چمن خاں۔ از انجیل مشن انبالہ چھاؤنی۔

مہاتما سوامی سُندر سنگھ

ناظرین نور افشاں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب دنبیل ام کے صلیب بابت سوامی سندر سنگھ صاحب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت اسکو کسی دیگر زبان میں ترجمہ کرنے کا قصد نہ فرمائیں۔ فی الحال کتاب ہذا کی ہندی اور ناگری میں چھپوائی ہے۔ امید ہو کہ جلد فروخت کیلئے تیار ہو جائیں گی۔ دیگر سوامی سندر سنگھ کے قدر دانوں و مخلصوں کو بھی واضح ہو کہ سوامی جی کی تصاویر بقیمت ۱۲ ۔ ۹ ر اور ۴ ر فی کاپی۔ ذیل کے پتہ سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔

اے۔ زہیر سینٹ جانس کرسچن ہوسٹل آگرہ

رسید زر

مسٹر بی۔ ایل وت	عہ ۱۰ر
پادری ڈاکٹر دھرم داس	ے
مسٹر دیو لعل	ے
مسٹر ایس این داس	عا ۸ر
مسٹر دولت مسیح	ے
مسٹر جارج فریکلن	ے
دی جنرل سکریٹری	عا ۸ر
مسٹر حنیف اللہ خاں	ے
مسٹر بشیر کول	عہ ۴ر
پادری جان ٹیل	ے
بابو جلال مسیح	عہ ۸ر

پادری خیر اللہ	عا ۸ر
کوڑھی خانہ	عا ۸ر
مس اے۔ ایم کر	ے ۱ر
دی۔ ایل من اسکوائر	عا ۸ر
پنڈت مسیح پرکاش	عا ۸ر
مسٹر ایل میتھیو	ے
ڈاکٹر ایل ملیہ	ے
پادری بی نثار علی	عا ۸ر
مسٹر نواب مسیح	ے
پادری پدن لال	عا ۸ر
پادری ۔ ایم سنگھ	ے
ڈاکٹر اشرف	عا ۸ر
پادری سوہن لعل	عا ۸ر
مسٹر ای شرمن	۲ر
ماسٹر سی سیلاس	ے
مسٹر ای ڈی شہباز	ے
مسٹر سندر داس	ے
مسٹر ای۔ ایم تیموتھی	عا ۸ر
پادری ایم۔ این واعظ	عہ ۸ر
مسٹر جی بی سالومن	ے
مسٹر ایرک یاسن بالی	لعہ
مینجر ٹرب ڈپو	صہ
مسٹر نصیب علی	ے
ڈاکٹر خیر الدین	عہ ۸ر
مسٹر صوبہ خاں	ے
مسٹر بی گلبرٹ	ے
ڈاکٹر اشرف	عا ۸ر
مسٹر پی ڈی ل	ے
مسٹر پی تھامسن ای	ے
مسٹر ظہور مسیح	ے

مسٹر یعقوب مسیح [illegible]
مسٹر بشیر الدین [illegible]
پادری پربھودت [illegible]
مسٹر اے ابراہیم [illegible]
مسٹر این سی بیدی [illegible]
مشن ہائی سکول سے مس ایڈورڈ ایر [illegible]
مسٹر یعقوب ے مسٹر پی سمتھ [illegible]
مسٹر دیوی سنگھ [illegible] مسٹر اے عبدیاہ [illegible]

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کیلئے ایک خوشنما حوض عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کیلئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برین سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ **المشتہر۔**

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ضرورت [illegible]

نیشنل مشنری سوسائٹی کے لئے ضلع منٹگمری کے گاؤں میں پرائمری سکول کے واسطے ایک لائق استاد کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ اسناد کے منفصلہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

سکرٹری [illegible] این۔ ایم۔ ایس منٹگمری۔

کرسچین بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے جو مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی مشنری کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہو۔ فیس معہ خوراک مع فیس طالب علم [illegible] اگر ایک خاندان سے ۲ ہوں [illegible] ہوں [illegible] اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن بکس کاروکول اور بوٹ کپڑے وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن بکس [illegible] سے [illegible] کروکول [illegible] مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تحقیق الاسلام

یہ کتاب بہل القرآن کے منقولات کی سندات کی بنا پر مسیحیت کی مسیحیوں کی مسیح کے عقاید کی صحت و صداقت کی بیکطرفہ ڈگری ہو خصوصاً الوہیت مادہ ابن اللہ بیٹا یسوع القدس کے واحد ضابطہ میں قرآنی شہادت کا مجموعہ ہو [illegible]

حقیقت الاسلام ہے قیمت ۲ر

اہل اسلام ہے قیمت بلا محصولڈاک عمر

الہ الاسلام زیر طبع ہے قیمت بلا محصولڈاک [illegible]

انکے سوا باقی اور دو حصے ہیں جو بالکل تیار ہیں تحقیق الاسلام میں کمال یہ ہے کہ قرآن کی اور حضرت محمد کی جو مسیحیت کے دشمن سمجھے جاتے تھے مسیحیت کی ہر ایک صداقت کے خواہ بنا دیئے گئے ہیں اور ایسے خواہ بنا دیئے گئے ہیں کہ جن کے کسی مخفی دعوی کا منہ خلاف گوئی میں کھل نہیں سکتا ہے۔ ہمارے اس امر میں صداقت دیکھنی ہو تو تحقیق الاسلام کو خرید کر پڑھو اور اہل اسلام میں تقسیم کر کے دیکھ لو۔

پادری غلام مسیح پاسٹر کلیسیا لودیانہ

مقیم مشن احاطہ لودیانہ پنجاب۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۔۔۔ [illegible]

ہندوستان و پنجاب سے معہ [illegible]

غیر ممالک سے معہ [illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ر لیکن کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

باغ دل

دی گارڈن آف دی ہارٹ

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب

یہ ایک سہ ماہی رسالہ انگریزی اور اردو فارسی میں موٹے کاغذ کا چھپتا ہے۔ اس میں خوبصورت تصویریں ہیں چندہ سالانہ ۸ر آنہ پانیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو فی کاپی ۲ر چارج کیا جاتا ہے یہ خاصکر ہندوستانی مستورات کیلئے مخصوص ہو قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی نمونہ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے درخواستیں بنام ای۔ ایم ویری ڈی ڈی آر ہی۔ کرسچن سی ایل۔ لودیانہ

پنجاب آنی چاہئیں۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شایع ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی اور عملی خبریں کرسچن ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شایع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۲ روپے سے ۸ر تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور جمنا پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

چودھری [illegible] ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کیلئے مطبع [illegible] پریس لودیانہ میں باہتمام [illegible] چھپا۔